ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.5 No.2 2022

A RESEARCH BASED STUDY IN BIOGRAPHIES (SEERAH NIGARI سیرت نگاری) ON METHODOLOGIES (مناہج) OF ERLIER BIOGRAPHERS AND LATER BIOGRAPHERS AND DIFFRENCES BETWEEN THEM

[1]Mulazim Khan, [2]Dr. Manzoor Ahmad, [3]Salah Uddin

PhD Scholar, Department of Islamic Studies &Arabic, Gomal University D.I. Khan
Assistant Professor, Department of Islamic Studies &Arabic
Ph.D. scholar, Department of Islamic Studies& Arabic, Gomal University D I Khan

ABSTRACT

The purpose of man's birth is to know and worship the real God. For this purpose, Allah Almighty sent about one lack and twenty-four thousand Prophets (peace be upon them). The sun of this galaxy of the Prophets is Muhammad (S.A.W.), the Messenger of God. Due to the timeliness and modernity of the teachings of the earlier prophets, their biographies (Seerah) flowed in the course of time. But the Seerah (biography) of prophet Muhammad (S.A.W) is "اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ" for human beings all over the world. Therefore, arrangements have been made for the protection of both aspects of his (Seerah) biography, the practical biography and the theoretical biography(القرآن) until the Day of Judgment. Undoubtedly, the Qur'an is the theory of his biography, as according to Hazrat Ayesha (R.A): "كَانَ خُلُقُهُ الْقُرْآن" The reason for this, along with the protection of the Qur'an, is that from his time to the present day, various biographers have been embellishing his biography in their own way. Whether they belonged to the forerunners or the latter. In this regard, the following important points are discussed in this article:

(1) What is meant by (منہج) methodology?
(2) Who are the (متقدمین) forerunners?
(3) Who are the (متاخرین) latter?
(4) What is the boundary between the (متقدمین)forerunners and the (متاخرین)latter?
(5) What were the (مناہج) methodologies of earlier biographers?
(6) What were the (مناہج) methodologies of latter biographers?
(7) What is meant by(مستشرقانہ مناہج) Orientalism methodologies of Seerah?
(8) What is the difference between the forerunners biographers and latter biographers?
(9) Conclusion

***Key words**: methodology, forerunners, latter, biographers, Orientalism methodologies, Seerah, prophet, human beings etc….*

سیرت نگاری میں متقدمین اور متاخرین کے مناہج سیرت نگاری میں فرق

انسان کی پیدائش کا مقصد اصلی معبود حقیقی کی پہچان اور اس کی عبادت ہے۔ اسی مقصد کی خاطر اللہ تعالیٰ نے ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء علیہم السلام کو مبعوث فرمایا۔ انبیاء علیہم السلام کی اس کہکشاں کا آفتاب محمد رسول اللہ ﷺ ہیں۔ پہلے انبیاء کی تعلیمات وقتی اور عصری ہونے کی بناء پر ان کے سیر مرور زمانہ کے دھارے میں بہہ گئیں۔

آپ ﷺ کی سیرت چونکہ پورے عالم کے انسانوں کے لئے تا قیامت "أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ " ہے۔ اس لئے آپ ﷺ کی سیرت کے دونوں پہلوؤں عملی سیرت اور تھیوریٹیکل سیرۃ(یعنی قرآن) کی حفاظت کا انتظام تا قیامت کر دیا گیا۔ بلاشبہ قرآن مجید آپ ﷺ کی سیرت کی تھیوری ہے، جیسا کہ بقول حضرت عائشہ صدیقہ: " كَانَ خُلُقُهُ الْقُرْآن " جس کی دلیل قرآن کی حفاظت کے ساتھ یہ ہے کہ آپ ﷺ کے دور سے عصر حاضر تک مختلف سیرت نگار آپ ﷺ کی سیرت کو اپنے اپنے انداز میں قرطاس کی زینت بناتے رہے ہیں۔ چاہے ان کا تعلق متقدمین سے تھا یا متاخرین سے۔ اس حوالہ سے اس آرٹیکل میں درج ذیل اہم نکات زیر بحث لائے گئے ہیں۔

(1) منہج سے کیا مراد ہے؟
(2) متقدمین سے کون مراد ہیں؟
(3) متاخرین کون ہیں؟
(4) متقدمین اور متاخرین کے درمیان حد فاصل کیا ہے؟
(5) مقدمین کے مناہج سیرت نگاری کیا کیا تھے؟
(6) متاخرین کے مناہج سیرت نگاری کیا کیا تھے؟
(7) مستشرقانہ مناہج سیرت سے کیا مراد ہے؟
(8) متقدمین اور متاخرین کے مناہج سیرت نگاری میں کیا فرق ہے؟
(9) خلاصۃ البحث

منہج کا لغوی معنٰی ومفہوم: لفظ منہج کے حروف اصلیہ "ن ہ ج"ہیں۔ جس کا معنٰی طور، طریقہ اور کسی چیز کی انجام دہی میں انداز کے ہیں۔ اور لفظ منہج مفعل کے وزن پر ہے جو اسم ظرف کا صیغہ ہے جس کا معنی امام اصمعی اس طرح بیان کرتے ہیں۔" النَّهْجُ: الطَّرِيقُ الْوَاضِحُ الْبَيِّنُ , وَأُنْهِجَ الثَّوْبُ: أَخْلَقَ-"[1] (نہج کا معنٰی واضح طور پر نظر آنے والے راستہ کے ہیں(یعنی ایسا راستہ جس پر چلنا ہر ایک کی سمجھ میں آتا ہو)(اور اسی سے "أُنْهِجَ الثَّوْبُ" ہے جس کا معنی کپڑے کو بنانے کے ہیں۔)

اس اقتباس سے یہ معلوم ہوا کہ منہج جو لفظ نہج سے ہے اس کا معنی واضح راستہ اور طریقہ کے ہیں۔ جس کی وضاحت "مختار الصحاح" میں اس طرح ہے۔

"(النَّهْجُ) بِوَزْنِ الْفَلْسِ، وَ (الْمَنْهَجُ) بِوَزْنِ الْمَذْهَبِ، وَ (الْمِنْهَاجُ) الطَّرِيقُ الْوَاضِحُ، وَ (نَهَجَ) الطَّرِيقَ أَبَانَهُ وَأَوْضَحَهُ. وَ (نَهَجَهُ) أَيْضًا سَلَكَهُ وَبَابُهُمَا قَطَعَ."[2] (نہج فلس کے وزن پر ہے اور منہج مذہب کے وزن پر ہے اور منہاج کا معنی واضح راستے کے ہیں اور " نَہَجَ" ایسا راستہ جو روشن اور صاف ہو اور "نَہجہُ" کا معنی صاف اور واضح راستہ پر چلا اور یہ دونوں باب قطع سے آتے ہیں۔)

تاج العروس میں ہے ۔"النَّهْج: بِفَتْح فَسُكُون : الطَّرِيقُ الواضِحُ البَيِّنُ. وَهُوَ النَّهَج، محرَّكةً أَيضاً. وَالْجمع نَهْجَاتٌ، ونُهُجٌ، ونُهُوجٌ. ---- وطُرُقٌ نَهْجَةٌ: وَاضحةٌ كالمَنْهَج ، بِالْكَسْر ....لِكُلّ جَعَلْنَا مِنكُمْ شِرْعَةً وَمِنْهَاجاً (الْمَائِدَة: 48) المِنْهَاجُ: الطَّرِيقُ الْوَاضِح."[3](نہج کا لفظ(عین کلمہ کے)فتح اور سکون کے ساتھ آتا ہے۔ جس کا معنٰی واضح اور روشن راستہ کے ہیں جس کی جمع نہجات، نہوج اور ونُہُجٌ آتی ہیں.... اور راستہ واضح جیسا کہ منہج کا لفظ ہے کسریٰ کے ساتھ اور تفسیر کی کتاب تنزیل میں سورۃ مائدہ کی آیت" **لِكُلّ جَعَلْنَا مِنكُمْ شِرْعَةً وَمِنْهَاجا** "میں منہاج کی تفسیر واضح راستہ سے کی گئی ہے۔)[4]

(در اصل)منہج عربی زبان میں ایسے راستے کے لئے بولا جاتا ہے جس کے اندر تین خصوصیات پائی جائیں۔ (1) وضاحت (2) ظہور (3) سیدھاہونا۔[5] اس طرح اس سے ایک دوسرا لفظ" منہاج "بھی اسی معنی کے لئے استعمال ہوتا ہے جس کو قرآن نے بھی استعمال کیا ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اس آیت میں منہاج کی تفسیر" سبیل اور سنۃ "سے کی ہے۔ اور سبیل و سنۃ دونوں کا معنی راستہ ہوتا ہے۔ جیسا کہ اقتباس ہذا سے ظاہر ہوتا ہے۔"لكل نَبِي مِنْكُم بيَّنا لَهُ شرعة وَمِنْهَاجاً: فَرَائض وسنناً-"[6] (ہر نبی کے لئے ہم نے شریعت کو بیان کیا اور منہاج کا معنی فرائض اور سنن کا ہے۔) فرائض اللہ کی طرف سے مقرر کردہ حدود و قیودات کا دوسرا نام ہے جبکہ سنن سنت کی جمع ہے جس کا معنٰی طریقہ ہے۔

منہج کی اصطلاحی تعریف: منہج دراصل ایسے قواعد کو کہتے ہیں جو علمی مطالعہ کی کسی بھی محنت کو محکم کر دیتے ہیں۔ مثلاً: عربی زبان کے قواعد، تفسیر، فقہ اور عقیدہ کے اصول منہج کہلائیں گے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ علوم اسلام کا مطالعہ اور اسلام کے اصولوں کو منضبط اور مرتب کر دیتے ہیں۔ بقول پروفیسر خالق داد:" منہاج واضح اور صاف راستے کو کہتے ہیں۔ دور حاضر میں علمائے تحقیق، منہج(Methodology) کی اصطلاح اسی لغوی معنٰی کو بنیاد بنا کر استعمال کرتے ہیں۔ لہٰذا منہاج سے مراد ایسے واضح راستے لیتے ہیں جنہیں کسی موضوع پر تحقیق کرنے والے اپنی تحقیق کے

---

[1] ابو اسحاق، ابراھیم بن اسحاق الحربی (198 – 285) غریب الحدیث جامعۃ ام القری– مکۃ المکرمۃ 1405ھ، ج:2، ص:502۔

2 الرازی، زین الدین ابو عبد اللہ محمد بن ابی بکر بن عبد القادر الحنفی (المتوفی:666ھ) مختار الصحاح، المکتبۃ العصریۃ–الدار النموذجیۃ، بیروت – 1420ھ / 1999ء، ج:1، ص:320۔

3 الزّبیدی، محمد بن محمد بن عبد الرزّاق الحسینی، ابو الفیض، الملقب بمرتضی، (المتوفی:1205ھ) تاج العروس من جواھر القاموس۔ دار الھدایۃ، سن اشاعت: ت ن۔ ج:6، ص:252۔

4 جار اللہ، ابو القاسم محمود بن عمرو بن احمد، الزمخشری جار اللہ (المتوفی: 538ھ)، الکشاف عن حقائق غوامض التنزیل، دار الکتاب العربی – بیروت – 1407ھ، ج:1، ص:340۔

[5] منہج اور منہج سلف کا تعارف http://forum.mohaddis.com/threads (31-12-2019 Time:: 4:17 pm)

6 ابن عباس، عبد اللہ بن عباس –رضی اللہ عنھما– (المتوفی:68ھ) تنویر المقباس من تفسیر ابن عباس۔ دار الکتب العلمیۃ–لبنان، سن اشاعت: ت ن۔ ج:1، ص:95۔(نوٹ: اس تفسیر کو مجد الدین ابو طاھر محمد بن یعقوب الفیروزآبادی (المتوفی:817ھ) نے جمع کیا ہے اور اس کی نسبت حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی طرف فرمائی ہے)

دوران اپنا جادۂ منزل بناتے ہیں"[7] دوسرے لفظوں میں منہج کسی بھی چیز کے اصول وضوابط کا دوسرا نام ہے اور اصول وضوابط کسی چیز پر عمل کرنے کے لئے راستے اور طریقے کا کام کرتے ہیں مثلاً اگر اسلام کے مطالعہ و تحقیق میں عربی زبان کے قواعد صرف ونحو، تفسیر، اصول تفسیر، فقہ اصول فقہ، حدیث اور علوم حدیث وغیرہ کے بنیادی اصولوں کو سامنے رکھا جائے تو کہا جا سکتا ہے کہ اسلام کے مطالعہ اور تحقیق میں اسلام کا منہج اپنایا گیا۔

متقدمین: متقدمین کا لفظ تقدم بروزن تفعل سے جمع اسم فاعل ہے جس کا معنیٰ پہل کرنے والا، آگے ہونے والا کا ہے۔ سلف بھی اسی معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ اصطلاح میں ان سے مراد وہ علماء کرام ہیں جو زمانے میں پہلے تھے۔ یعنی متقدمین یا سلفیین ان لوگوں کو کہا جاتا ہے جو باعتبار زمانہ آپ ﷺ کے قریب ہوں۔ جیسا اقتباس ذیل سے پتہ چلتا ہے۔ جس میں امام مالک کے شاگردوں کو بطور مثال پیش کیا جاتا ہے۔ "**المتقدمون**: فإذا قالوا المتقدمين فإنهم يعنون بهم من هم قبل ابن أبي زيد القيرواني من تلامذة مالك كابن القاسم وسحنون ونظرائهم.[8] (جب متقدمین کہا جاتا ہے تو ان سے وہ لوگ مراد ہوتے ہیں جو ابن ابی زید قیروانی (متوفیٰ:386ھ) سے پہلے امام مالک کے شاگردوں میں سے تھے جیسا کہ ابن قاسم اور سحنون اور ان کی مثل اور بھی۔)

متاخرین: متاخرین کا لفظ تاخر بروزن تفعل سے ہے جس کا معنی بعد میں آنے والے، پیچھے آنے والے۔ خلف کا لفظ بھی اسی معانی میں وارد ہوا ہے۔ اصطلاح میں ان سے مراد وہ علماء کرام ہیں جو باعتبار زمانہ کے متقدمین کے بعد ہوں۔۔ علماء کے مختلف طبقات مثلاً محدثین، سیرت نگار، فقہاء، متکلمین، اصولیین اور مفسرین کے متقدمین اور متاخرین کے لئے الگ الگ زمانہ اور لوگ متعین کئے گئے ہیں۔ یہاں بھی امام مالک کے تلامذہ کو بطور مثال پیش کیا جاتا ہے۔ "**المتأخرون**:ويقصد بهم ابن أبي زيد ومن بعده من علماء المالكية. يقول الدسوقي:إن أول طبقات المتأخرين طبقة ابن أبي زيد وأما من قبله فمتقدمون-"[9] (متاخرین سے مراد وہ مالکی علماء ہیں جو ابن ابی زید (متوفیٰ:386ھ) اور ان کے بعد ہیں۔ دسوقی کہتا ہے کہ متاخرین کے پہلے طبقات میں ابن ابی زید شامل ہے اور جو ان سے پہلے ہیں وہ متقدمین ہیں۔) متاخرین کے حوالہ سے ابو ذر لکھتا ہے۔"أمّا ما نعنيه - هنا - بالمتأخرين فهم كل من جاء بعد ابن خزيمة وإلى يومنا هذا من المعاصرين"[10] (بحر حال ہم یہاں متاخرین سے مراد وہ لوگ لیتے ہیں جو ابن خزیمہ کے بعد آج تک آئے ہیں۔) یہاں ابوذر تیسری صدی کے اعتبار سے متاخرین کو لے رہے ہیں کیونکہ ابن خزیمہ کی سن وفات تین سو گیارہ ہجری ہے۔ چونکہ اس کا زیادہ وقت تیسری صدی میں گزرا ہے۔ اس لئے اس کو متقدمین کی حد فاصل کہہ کر وہاں سے متاخرین کی ابتداء کی۔

متقدمین اور متاخرین کے درمیان حد حد فاصل:

اب یہ سوال باقی رہ جاتا ہے کہ ان کے درمیان حد فاصل کیا ہے؟ یعنی یہ دیکھنا کہ متقدمین میں کون شامل ہیں اور متاخرین میں کون؟ حتمی طور پر ان کے درمیان حد فاصل قائم نہیں کی جا سکتی تاہم علماء نے کچھ حدود کو متعین کیا ہے جیسا کہ علماء مالکی کی مثال گزر چکی ہے چونکہ محدثین اور سیرت نگاروں کے اصولوں میں کافی حد تک تداخل پایا جاتا ہے اور اکثر محدثین سیرت نگاری کے فن میں عملاً پائے گئے ہیں اس لئے محدثین اور سیرت نگاری کے منہج کے اعتبار سے ان کی حد فاصل بعض لوگ تیسری صدی کو قرار دیتے ہیں (جیسا کہ ابن ذر کے حوالہ سے ابن خزیمہ کے بارے میں گزرا ہے) اور دلیل حضور انور ﷺ کی یہ حدیث پیش کرتے ہیں۔" خَيْرُ النَّاسِ قَرْنِي، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ"[11] (بہترین لوگ میرے زمانے کے ہیں پھر جو ان کے بعد ہیں اور پھر جو ان کے بعد ہیں۔) یہ حدیث متواتر حدیث میں داخل ہے۔ بعض روایات میں لفظوں کا تھوڑا سا فرق ہے جس میں تین مرتبہ بھی" ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ " وارد ہوا ہے - اس حدیث میں جن تین زمانوں کا ذکر ہے وہ صحابہ کا زمانہ، تابعین کا زمانہ اور تبع تابعین کا زمانہ ہیں۔ یہ تین زمانے پہلے تین صدیوں پر محیط ہیں۔ اس لئے پہلے تین صدیوں کے لوگ متقدمین اور ان سے بعد میں آنے والے متاخرین میں شامل ہیں۔ جیسا کہ اقتباس ذیل سے پتہ چلتا ہے۔"أنا أقول الحد الفاصل هو سنة 300."[12] (میں کہتا ہوں کہ حد فاصل 300ھ ہے۔)

---

[7] خالق داد، پروفیسر ڈاکٹر، تحقیق کا طریقہ کار۔ آزاد بک ڈپو اردو بازار لاہور، رمضان المبارک 1438ھ، جون 2017ء، ص:28۔

[8] الظفیری، مصطلحات المذاھب الفقہیہ واسرار الفقہ المرموز فی الاعلام والکتب والآراء والترجیحات، ج:1، ص:156۔

[9] ایضاً، الظفیری،

[10] ابوذر عبد القادر بن مصطفی بن عبد الرزاق المحمدی، الشاذ والمنکر وزیادۃ الثقۃ-موازنۃ بین المتقدمین والمتأخرین دار الکتب العلمیۃ، بیروت-لبنان۔1426ھ - 2005ء۔ج:1، ص:18۔

11 (الف) القشیری، مسلم بن الحجاج ابو الحسن النیشاپوری (المتوفی: 261ھ)، المسند الصحیح المختصر بنقل العدل عن العدل الی رسول اللہ ﷺ، دار احیاء التراث العربی-بیروت، سن اشاعت: ت ن۔ ج:4، ص:1963، حدیث:2533، (ب) البخاری، ج:3، ص:171، حدیث:2652۔

12 مصنف کا نام نہیں ہے۔ ارشیف ملتقی اھل الحدیث- 2 تم تحمیلہ فہ: المحرم 1432ھ = دیسمبر 2010ء۔ ھذا الجزء یضم: منتدی الدراسات الحدیثیۃ منتدی التخریج ودراسۃ الاسانید، ج:2، ص:133۔http://www.ahlalhdeeth.com

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.5 No.2 2022

"متقدمین کے معنی ہیں پہلے زمانے کے لوگ، وہ لوگ جو پہلے گزر چکے ہیں، پہلے دور کے، دورِ اول سے تعلق رکھنے والے۔ متاخرین کے معنی ہیں بعد میں آنے والے لوگ، اخیر زمانے کے لوگ، بعد کے اشخاص (متقدمین کے مقابل)۔ احناف کے نزدیک متقدمین سے مراد وہ علماو فقہاہیں، جنہیں امام ابو حنیفہ اور صاحبین کا زمانہ ملاہو اور ان سے فیض حاصل کیاہو۔ متاخرین وہ حضرات ہیں جنہیں ائمہ ثلاثہ حنفیہ سے فیض نہ ملاہو۔ جبکہ ایک قول کے مطابق امام محمد تک کے علماء متقدمین ہیں اور ان کے بعد حافظ الدین بخاری تک کے علمامتاخرین ہیں علامہ ذہبی متقدمین ومتاخرین کے درمیان حد فاصل تیسری صدی کو قرار دیتے ہیں تیسری صدی سے قبل تک کے علماکرام متقدمین اور تیسری صدی کے آغاز کے بعد علماکرام متاخرین کہلاتے ہیں۔"[13] جیساکہ امام ذہبی "میزان الاعتدال" میں لکھتے ہیں۔" فالحد الفاصل بين المتقدم والمتأخر هو رأس سنة ثلثمائة"[14] پس متقدمین اور متاخرین کی حد فاصل تیسری صدی کی انتہاہے۔

لیکن بعض کے نزدیک پانچویں صدی ہجری متقدمین اور متاخرین کے درمیان حد فاصل ہے۔ جیساکہ ابو ذر عبد القادر بن مصطفی ڈاکٹر حمزہ ملیباری کے حوالہ سے لکھتاہے" وهم أصحاب الفترة الممتدة من عصر الصحابة الكرام، وإلى نهاية القرن الخامس الهجري، وجعل الميزة أنهم يروون المرويات بالأسانيد؟"15 (وہ (طبقہ متقدمین) صحابہ کرام کے دور سے پانچویں صدی کی انتہاتک ہیں یہی لوگ ہیں جنہوں نے روایات کو سندوں کے ساتھ بیان کیاہے۔) یہاں وہ متقدمین کے طبقہ کی ایک خوبی کو بیان کرتاہے کہ متقدمین وہ لوگ ہیں جو روایات کو سندوں کے ساتھ بیان کرنے والے ہیں۔ اور یہ پانچوی صدی تک ہیں۔ اس کے بعد لوگوں نے روایات کو دوسری کتب سے شاید لکھنا شروع کر دیا۔ اور ان کے پاس نئی روایات نہیں پہنچیں۔ محدث لائبریری کے فورم سے بھی اس کی تصدیق ہوتی ہے۔ جیسا محدث فورم میں ایک سوال کے جواب میں کہا گیاہے۔

"(1) بعض علماکے نزدیک متقدمین ومتاخرین میں حد فاصل 500ھ ہے۔(2) متقدمین ومتاخرین کے منہج میں جوہری فرق تمام علماتسلیم کرتے تھے۔(3) متقدمین علماء میں بطور مثال درج ذیل نام ذکر کئے جاسکتے ہیں: شعبہ، یحیی القطان، ابن مہدی، احمد بن حنبل، ابن المديني، ابن معین، ابن راہویہ، ، بخاری، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، دار قطنی، خلیلی، اور خاتمہ المتقدمین بیہقی۔(رحمھم اللہ تعالیٰ) (4) متاخرین کی فہرست میں درج ذیل نام آتے ہیں: ابن مرابط، قاضی عیاض، ابن تیمیہ، ابن کثیر، عبد الغنی صاحب الکمال، ذہبی، ابن حجر، ابن صلاح، ابن حاجب، نووی، ابن عبد الہادی، ابن القطان، ضیاء المقدسی، زکی المنذری، شرف الدمیاطی، تقی السبکی، ابن دقیق العید اور امام مزی (رحمھم اللہ تعالیٰ) ۔"[16]

متقدمین سیرت نگاروں کے طبقات : تالیف سیرت کی ترتیب، تفصیل اور وضاحت کے لئے متقدمین سیرت نگاروں کو تین طبقات میں تقسیم کیا جاسکتاہے۔ **طبقہ اولیٰ:** عروہ بن زبیر (متوفیٰ: 92/94ھ)، ابان بن عثمان، (متوفیٰ: 105)، وہب بن منبہ (متوفیٰ: 110ھ) شرحبیل بن سعد (متوفیٰ: 123ھ) **طبقہ ثانیہ: محمد** بن مسلم شہاب الدین الزہری (متوفیٰ: 124ھ)، عبد اللہ بن ابو بکر بن محمد بن عمرو بن حزم (انصاری) (متوفیٰ: 120ھ)، عاصم بن عمر بن قتادہ (متوفیٰ: 120ھ)۔ **طبقہ ثالثہ:** موسی بن عقبہ (متوفیٰ: 141ھ)، معمر بن راشد (متوفیٰ: 150/152ھ)، محمد بن اسحاق (متوفیٰ: 151ھ) ، زیاد بن عبد اللہ البکائی (متوفیٰ: 183) و دیگر شاگرد ابن اسحاق ، عبد الملک بن ہشام (متوفیٰ: 213/218ھ) ، الواقدی (متوفیٰ: 207/208ھ) ، ابن سعد (متوفیٰ: 230ھ)[17]

متاخرین سیرت نگاروں کے طبقات : متاخرین سیرت نگاروں کی تقسیم باعتبار طبقات تو کسی نے نہیں لکھی اس لئے چند متاخرین سیرت نگاروں کے صرف نام لکھے جاتے ہیں۔ ، قاضی عیاض (متوفیٰ: 544ھ)، امام سہیلی (متوفیٰ: 581ھ)، ابوذر خشنی (متوفیٰ: 604ھ)، ، یحیٰ بن حمزہ (متوفیٰ: 745ھ) ابن قیم (متوفیٰ: 751ھ)، ابن المبر د یوسف عبد الہادی صالحی (840-909ھ) ، برہان الدین ابراھیم بن محمد شافعی (متوفیٰ: 923ھ)، امام قسطلانی، (متوفیٰ: 923ھ) وغیرہ وغیرہ اور ان کے بعد عصر حاضر تک سیرت نگاروں کا تمام سلسلہ۔

چوتھی سن ہجری اور پانچویں سن ہجری کے سیرت نگاروں کے ناموں کو چھوڑ دیا گیاہے کیونکہ وہ دونوں طبقوں (متقدمین اور متاخرین) میں شرکت کا احتمال رکھتے ہیں۔ جیسے ابن حبان اور امام بیہقی وغیرہ۔

---

13 https://ur.wikipedia.org/wiki/متقدمین-و-متاخرین (02-01-2020 Time: 01:59)

14 الذهبی، شمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن عثمان بن قَایْماز (المتوفی: 748ھ)، میزان الاعتدال فی نقد الرجال، دار المعرفۃ للطباعۃ والنشر، بیروت–لبنان۔ 1382ھ– 1963ء۔

15 ابو ذر عبد القادر بن مصطفی بن عبد الرزاق المحمدی، الشاذ والمنکر وزیادۃ الثقۃ – موازنۃ بین المتقدمین والمتأخرین دار الکتب العلمیۃ، بیروت–لبنان۔ 1426ھ – 2005ء۔ ج: 1، ص: 15۔

16 http://forum.mohaddis.com/threads/ (02-01=2020 Time::01:57) متقدمین اور متاخرین میں حد فاصل ۔

17 عبد الملک بن ہشام بن ایوب الحمیری المعافری، ابو محمد، جمال الدین (المتوفی: 213ھ) مقدمۃ السیرۃ النبویۃ لابن ہشام، (مقدمۃ التحقیق: مصطفی السقاوابراھیم الابیارااور عبد الحفیظ الشلبی)، شرکۃ مکتبۃ ومطبعۃ مصطفی البابی الحلبی واولادہ۔ مصر، الطبعۃ: 1375ھ– 1955ء۔ ج: 1، ص: 5، 6۔

متقدمین اور متاخرین کے درمیان حد فاصل کے حوالہ سے قول فیصل:

متقدمین اور متاخرین کی مختلف تعریفات کے استعمالات سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ متقدمین پہلے زمانے کے لوگ یعنی جس کا زمانہ رسول اللہ کے زمانہ کے قریب ترین ہو اور متاخرین اس کے بعد والے علماء اور فقہاء والوں کے لئے بولا جاتا ہے۔ اس حوالہ سے تیسری صدی اور پانچویں صدی کے بارے میں دو اقوال گزر چکے ہیں، ان میں سے تیسری صدی ہجری کو بطور حد فاصل تسلیم کرنا زیادہ قرین قیاس ہے۔ پہلی وجہ: مسلم شریف کی متواتر گزشتہ حدیث ہے جس میں تین صدیوں کی بات مذکور ہے۔ دوسری وجہ: ابوذر سے جہاں پانچویں صدی کے بارے میں قول نقل کیا ہے وہاں تیسری صدی کو حد فاصل کہنے کے بارے میں بھی قول گزر چکا ہے۔ اس لئے تیسری صدی ہجری کو متقدمین اور متاخرین کی حد فاصل کہنا زیادہ مناسب معلوم ہوتا ہے۔ تیسری وجہ: سیرت اور حدیث کی روایات کا کام تیسری صدی تک مکمل ہو چکا تھا۔ ان کے بعد والی کتب مستدرکات یا مستخراجات ہیں جن میں روایات انہی کتب والی ہیں یا پھر غیر ناموس اور اعتبار کے لحاظ کمزور ہیں۔ چوتھی وجہ امام ذہبی جیسی معتبر شخصیت کا گزشتہ قول ہے۔

متقدمین کے مناہج (Methodologies) سیرت نگاری: جب آپ ﷺ دنیا سے تشریف لے گئے تو رفتہ رفتہ بعد زمانی کی وجہ سے سیرت کے نقوش دھندلانے کا خوف علماء متقدمین کو محسوس ہوا۔ اس لئے انہوں نے آپ ﷺ سے متعلق جو روایات لوگوں میں چل رہی تھیں ان کو جمع کرنے کا پروگرام بنایا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم کے دور سے لیکر تیسری صدی ہجری یا پانچویں صدی ہجری تک جن کو متقدمین کہا جاتا ہے، اس دور کے علماء نے اپنے اپنے طور پر سیرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر کام کیا۔ ان حضرات میں سے جن کا تعلق جس فن سے تھا ان کی سیرت نگاری کے منہج میں اسی کی جھلک نظر آتی ہے۔ یا دوسرے لفظوں میں ہر فن کے علماء نے روایات سیرت سے استفادہ کرکے اپنے اپنے میدان فن کو تقویت دی۔ مثلاً محدثین کو لے لیں انہوں نے اس کے لئے سند کا طریقہ کار اپنایا۔ جس کی وجہ سے فن رجال حدیث وجود میں آیا اور رجال پر الگ سے کتابیں لکھی گئیں۔ الغرض ان اہل علم حضرات نے سیرت النبی ﷺ کے حوالے سے جو مناہج اختیار کئے ان کو متعین مناہج یا اسالیب میں تقسیم کرنا انتہائی دشوار ہے تاہم ان کو درج ذیل مناہج سیرت کے تحت رکھا جا سکتا ہے۔

محدثانہ منہج سیرت: محدثین وہ لوگ تھے جن کا زیادہ تر وقت حدیث پڑھنے پڑھانے میں گزرا تھا۔ اس لئے سیرت نگاری میں محدثین کا منہج یہ تھا کہ انہوں نے حدیث کے قواعد اور اصولوں کو سامنے رکھا۔ سیرت سے متعلق مواد کو ترتیب دیا۔ ان کے نزدیک سب سے ضروری چیز صحت مواد ہے یعنی یہ تیقن کرنا کہ یہ بات اللہ کے رسول ﷺ سے منسوب ہے، واقعی آپ ﷺ سے ہی منقول ہے۔ جب تک سو فیصد اس بات کا یقین نہیں ہوتا ہے۔ اس وقت تک وہ روایت سیرت یا کسی بھی روایت کو نہیں لیتے تھے۔ اس کے لئے انہوں نے سند حدیث کا طریقہ کار اپنایا۔ اس کے قبول اور عدم قبول کے اصول وضوابط بنائے۔ اور سختی سے اس پر کاربند رہے جس کی وجہ سے علم اسماء رجال حدیث وجود میں آیا اور رجال / رواۃ حدیث کے احوال پر باقاعدہ کتب تصنیف ہوئیں۔ ان میں سے جن لوگوں نے احادیث بیان کی ہیں ان کا سچا، دیانت دار، قوی حافظہ والا ہونا، نیز متقی ہونا وغیرہ پر بحث کی جاتی ہے۔ اس بحث میں کسی کی کوئی رعایت نہیں کی جاتی تھی، چاہے اس کا مرتبہ کچھ بھی ہو۔ حتی کے وقت کے خلفاء یا بادشاہوں تک پر تنقید کتب رجال اور احادیث میں موجود ہے۔ ان کتب میں حدیث کو بیان کرنے کا نہ صرف طریقہ معلوم ہوا بلکہ حدیث کو نقل کرنے کی کیفیت کے لئے بھی قوانین بنائے گئے۔ اس لئے حدثنی، حدثنا، اخبرنی، اخبرنا، اخبرنا فلان قرأۃ علیہ وانا اسمع وغیرہ کی اصطلاحات وجود میں آئیں۔ ان حضرات میں امام بخاری، امام مسلم، امام ترمذی۔۔۔ وغیرہ وغیرہ شامل ہیں۔ مثلاً امام بخاری کی کتاب المغازی۔

مؤرخانہ منہج سیرت: مؤرخ کا کام تاریخی واقعات کو ترتیب سے بیان کرنا ہوتا ہے تاکہ واقعہ سے متعلق تمام بات سامعین کو سمجھ آجائے اور درمیان میں کوئی ابہام باقی نہ رہے۔ اسلئے جن حضرات نے سیرت پر باقاعدہ کتب تصنیف کی ہیں، انہوں نے اسی انداز میں کی ہیں۔ انہوں نے بعض اوقات بہت سی روایات جن کو محدثین الگ الگ راویوں سے بیان کرتے ہیں یکجا کرکے لکھا ہے۔ کیونکہ ان حضرات کو غرض واقعات سے تھی تاکہ ان میں تسلسل باقی رہے۔ مثلاً ہجرت کا واقعہ، معراج کا واقعہ وغیرہ۔ ان کے اس انداز پر محدثین نے کڑی تنقید کی تھی مگر یہ طریقہ کار سیرت کے حوالہ سے انتہائی مقبولیت تک پہنچ گیا۔ ڈاکٹر محمود غازی کی تحقیق میں اس منہج کے بانی حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ ہیں۔ جیسا کہ اقتباس ہذا سے پتہ چلتا ہے۔ "عبد الملک بن مروان نے ان سے بہت سے سوالات پوچھے۔ ہجرت کا معاملہ ان سے دریافت کیا۔ حضرت خدیجہ الکبریٰ (رضی اللہ عنہا) کی وفات کی تاریخ کے بارے میں معلوم کیا۔ ابوسفیان کے تجارتی قافلے کے بارے میں ان سے پوچھا انہوں نے جو جواب دیئے۔۔۔ ان جوابات میں ان کا انداز یہ ہے۔۔۔ فلان راوی، فلان راوی، فلان راوی یعنی آٹھ دس کے نام لے کر بتایا کہ ان لوگوں سے مجھے معلومات ملی ہیں اور ان ساری معلومات کا خلاصہ یہ ہے۔"[18] مثلاً: سیرت ابن اسحاق، سیرت ابن ہشام، کتاب المغازی للواقدی، طبقات ابن سعد اور تاریخ طبری وغیرہ۔

مؤلفانہ منہج سیرت: تیسری صدی ہجری تک کئی کتب سیرت تصنیف ہو چکی تھیں۔ اس لئے بعد میں آنے والے لوگوں نے ان کتب سے استفادہ کرکے کئی نئی کتب ترتیب دیں۔ گویا کہ ان کی تصانیف کی بنیاد کتب سابقہ تھیں۔ چونکہ تالیف کا مقصد دوسروں کی سوچ کو لکھنا ہوتا ہے۔ اس لئے اس انداز یا منہج کو مؤلفانہ منہج کہا جا سکتا ہے۔ یہ منہج تیسری صدی سے شروع ہوتا ہے اور آج تک چلا آرہا ہے۔ اس کی مثال امام بخاری کی کتاب صحیح بخاری، اور تاریخ، صغیر، اوسط اور کبیر للبخاری ہیں۔

فقیہانہ منہج سیرت: اسلام چونکہ آپ ﷺ کی اداؤں کا نام ہے۔ اس لئے آپ ﷺ نے جو بھی کام کئے یقیناً وہ بعد میں آنے والوں کے لئے مشعل راہ ہیں۔ آپ ﷺ کی ادائیں چاہے نماز کی صورت میں ہوں چاہے، حج کی صورت میں ہوں۔ وہ ایک طرف تو آپ کی سیرت کا حصہ ہیں تو دوسری طرف ان اداؤں سے فقہاء نے مختلف مسائل استنباط فرمائے ہیں۔ فقہاء کے اس استنباط سے سیرت النبی ﷺ کا کافی حصہ محفوظ ہو گیا۔ اس کو فقیہانہ منہج یا اسلوب سیرت کہہ سکتے ہیں۔ اس کی مثال فقہ اور اصول فقہ کی کتب ہیں جن میں سیرت کی روایات کا کافی مواد جمع ہے۔

متکلمانہ منہج سیرت: علم کلام سے مراد عام کلام نہیں ہے بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اسلام اور پیغمبر اسلام کی سیرت پر جو عقلی اعتبار سے اعتراضات وارد کئے گئے ہیں۔ ان کا جواب عقل اور منطق کی روشنی میں دینا علم کلام کہلاتا ہے۔ اس کی زیادہ ضرورت اس وقت پڑی جب اسلام کا دائرہ کار عرب سے بڑھ کر عجم تک پھیلا۔ دنیا کی کئی زبانوں اور قوموں کے علوم ترجمہ ہو کر عربی میں تبدیل

---

[18] غازی، محمود احمد ڈاکٹر، محاضرات سیرت ﷺ، الفیصل ناشران وتاجران کتب غزنی سٹریٹ اردو بازار، لاہور، ستمبر 2009ء، ص: 201۔

ہوئے۔ جن میں خصوصاً اہل یونان کا فلسفہ اور منطق کی کتب ہیں۔ ان کی وجہ سے اسلامی عقائد اور پیغمبر اسلام کی سیرت کے پہلو نبوت پر کئی سوالات اٹھائے گئے۔ علماء نے ان کے کافی شافی جوابات عطا فرمائے۔ ان میں ایک خصوصی جماعت متکلمین کی تیار ہوگئی۔ جن میں اشعری اور ماتریدیہ شامل ہیں۔ ان لوگوں نے جدید فلسفہ کے متاثرین کو خوب جوابات دیئے۔ محدثین کو جب ایسے لوگوں کا سامنا کرنا پڑا تو مجبوراً ان کو ایک ایسی جماعت کی ضرورت محسوس ہوئی۔ جن کو متکلمین کہا جاتا ہے۔ علم کلام کی وجہ سے یہ سوال پیدا ہوا کہ نبوت کی عقلی دلیل کیا؟ یہیں سے علم کلام کا تعلق سیرت سے جڑ جاتا ہے۔ نبوت کے بعد معجزات کی بحث چلی۔ جن کے جوابات دینے کے لئے معجزات سے متعلق واقعات کو جمع کیا گیا اور ان معجزات پر عقلی دلائل دیئے گئے۔ اس طرح سیرت اور علم کلام کا مشترکہ مضمون سامنے آیا جس کو ہم متکلمانہ سیرت کہہ سکتے ہیں۔

مناظرانہ منہج سیرت: علم کلام نے جب ترقی کی تو اس نے مسلمانوں کے درمیان بحث و مباحثہ کو ہوا دی جس کی وجہ سے علم مناظرہ وجود میں آیا۔ مختلف فرقوں کے درمیان مختلف مسائل پر مناظرے ہوئے۔ ہر گروہ نے اپنے اپنے طور پر سیرت کی روایات سے استفادہ کیا۔ اور یوں سیرت النبی کا ایک اور منہج جسے مناظرانہ منہج کہا جاسکتا ہے، وجود میں آیا۔ سیرت کا مناظرانہ منہج فقہاء اور مسلم فرقوں کے درمیان بھی نظر آتا ہے۔ اور غیر مسلموں سے بحث و مباحثہ کے درمیان بھی۔

شاعرانہ منہج سیرت: آپ ﷺ کی سیرت کا ایک پہلو وہ بھی ہے جسے شعراء نے بیان کیا۔ عرب کے لوگ شاعری کو بہت پسند کرتے تھے۔ شعراء کو اس دور میں قیادت اور سیادت کا مرتبہ حاصل تھا۔ بڑے بڑے شعراء اپنے کلام کے ذریعے اپنی قوم کو بھڑکاتے تھے۔ شعراء عام طور مبالغہ آرائی کرتے تھے۔ اس لئے اسلام میں شعراء کی زیادہ حوصلہ افزائی نہیں کی گئی ہے۔ جس پر قرآن مجید کی آیات" وَمَا عَلَّمْنَاهُ الشِّعْرَ وَمَا يَنْبَغِي لَهُ إِنْ هُوَ إِلَّا ذِكْرٌ وَقُرْآنٌ مُبِينٌ (یٰسٓ:69)اور وَالشُّعَرَاءُ يَتَّبِعُهُمُ الْغَاوُونَ(الشعراء: 224) دلالت کرتی ہیں۔ مگر اس کے باوجود نبی ﷺ کو ہدیہ تبریک پیش کرنے والے شعراء بھی آپ ﷺ کی محفل میں آتے جاتے تھے۔ جن میں حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ سر فہرست ہیں۔ وقتاً فوقتاً قریش جو آپ ﷺ کی ہجو گوئی کرتے تھے ان کو جواب دیتے تھے۔ آپ ﷺ اس کی حوصلہ افزائی بھی فرماتے تھے۔ اور ان سے یہ بھی فرماتے تھے کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ جو علم الانساب میں گویا کہ پی ایچ ڈی تھے، سے مدد طلب کرو۔ اور یہ بھی فرماتے تھے کہ روح القدس یعنی جبرائیلؑ تیرے ساتھ ہے۔ مگر اس کے باوجود اگر کوئی بندہ آپ ﷺ کی شان کو حد سے بڑھانا بھی چاہتا تھا، تو اس کو آپ ﷺ منع فرماتے تھے جیسا کہ اقتباس ذیل سے پتہ چلتا ہے۔ کہ جب مدینہ کی بچیوں نے دف بجاکر نعت کا عقیدت مندانہ نظرانہ پیش کیا۔ جس میں کچھ الفاظ ایسے بھی شامل تھے جن میں مبالغہ آرائی سے کام لیا گیا تھا، تو آپ ﷺ نے ان الفاظ کے کہنے سے منع فرما دیا۔"فقَالَتَا فِيمَا تَقُولَانِ: فِينَا نَبِيٌّ يَعْلَمُ مَا يَكُونُ فِي غَدٍ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَمَّا هَذَا فَلَا تَقُولَاهُ-"[19] (انہوں (ان بچیوں) نے کہا اس (نعت) میں جو وہ کہہ رہی تھیں ہمارے اندر ایک ایسا نبی ہے جو کل کی بات کو جانتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ان جملوں کو اس (نظم / نعت میں) مت کہو)۔ یعنی اسے نکال دو اور باقی نعت کو ویسے رہنے دیا گیا جیسے وہ کہہ رہی تھیں۔ اس واقعہ کو بعض نے بدر کے ساتھ، بعض نے تبوک کے ساتھ اور بعض نے ہجرت کے ساتھ جوڑا ہے۔ اس طرح امام بخاری نے روایت ان الفاظ میں بیان فرمائی ہے۔ امام بخاری نے اس روایت میں بدر کے ساتھ جوڑا ہے۔ "وَفِينَا نَبِيٌّ يَعْلَمُ مَا فِي غَدٍ. فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:لاَ تَقُولِي هَكَذَا وَقُولِي مَا كُنْتِ تَقُولِينَ-"[20] (ہمارے اندر ایک ایسا نبی ہے جو کل کی بات کو جانتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ جملے مت کہو۔ اور باقی باتیں کہو جو تم کہہ رہیں تھیں۔) اس انداز میں زیادہ تر سیرت کو بعد کے لوگوں نے پیش کیا ہے پہلے جتنے واقعات اور روایات جمع ہو گئیں تھیں ان کو نظم کی صورت میں پیش کیا اور غلو سے کام لیا۔ اس انداز کا ادب عربی میں کم ہے، مگر فارسی اور اردو میں زیادہ ہے۔ آج اگر محدثین ہوتے تو وہ ان کے اس رنگ ڈھنگ کو کبھی بھی پسند نہ فرماتے۔ خلاصہ کلام یہ ہوا کہ آپ ﷺ کی سیرت کو نظم یا نثر میں بیان کرنے کی اجازت ہے مگر اس میں حد سے تجاوز کرنے سے منع فرمایا گیا ہے۔

متاخرین کے مناہج (Methodologies) سیرت نگاری: متقدمین اور متاخرین کے درمیان حد فاصل کی بحث میں لکھا گیا ہے کہ متقدمین کا دور تیسری صدی ہجری یا پانچویں صدی ہجری تک ہے ۔ دوسرے لفظوں میں متاخرین کا دور تیسری صدی یا پانچویں صدی کے اواخر سے شروع ہوتا ہے۔ اس کی کوئی حد بندی ہے یا نہیں ؟۔ کیونکہ ہر آنے والا دور پہلے دور کی نسبت متاخر ہوتا ہے۔ بہر حال تیسری صدی سے یا پانچویں صدی سے متاخرین کا جو دور شروع ہوا ہے، وہ آج تک جاری اور ساری ہے۔ مگر بر صغیر پاک وہند میں انگریزوں کی آمد کے اور قبضے کے بعد جو دور شروع ہوا ہے وہ پچھلے متاخرین کے دور سے مختلف ہے اس لئے اس کو الگ سے بعنوان "مستشر قانہ منہج سیرت نگاری" کے تحت بیان کیا جائے گا۔ متاخرین کے مناہج سیرت نگاری بھی تقریباً وہی ہیں جو متقدمین کے دور کے ہیں۔ تھوڑا سا انداز یا اسلوب وقت کی ضرورت اور ان کے رجحانات کے تحت مختلف ہے۔ جو مناہج متاخرین نے اپنائے ہیں ان کو مختصراً لکھا جاتا ہے۔

---

19 ابو محمد عبد الحمید بن حمید بن نصر الکَسّی ویقال لہ: الکَشّی بالفتح والاعجام (المتوفی:249ھ)، المنتخب من مسند عبد بن حمید مکتبۃ السنۃ–القاھرۃ۔ 1408ھ – 1988ء، ج:1، ص:460، حدیث:1589۔

20 البخاری، ابو عبد اللہ، محمد بن اسماعیل الجعفی، الجامع المسند الصحیح المختصر من امور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وسننہ وایامہ = صحیح البخاری۔ دار طوق النجاۃ ۔1422ھ، ج:5، ص:82، حدیث:4001۔

محدثانہ منہج سیرت: متاخرین کا سیرت نگاری میں ایک منہج محدثانہ بھی تھا۔ مگر ان میں اور متقدمین کے مناہج میں فرق یہ تھا کہ انہوں نے روایات اکٹھی کیں۔ ان کے لئے روایت اور درایت کے قوانین مقرر کئے۔ متاخرین نے اپنے مناہج سیرت نگاری میں انہی اصولوں کی پیروی کی۔ نئے اصول وضوابط ایجاد نہیں کئے۔ بعض متاخرین نے انہی کتابوں سے فائدہ اٹھا کر، کتب لکھیں۔ البتہ ان کے دور کی ایک خوبی یہ بھی تھی کہ انہوں نے متقدمین کی کتب کی چھانٹ پھٹک کی۔ کھوٹے اور کھرے کو الگ کیا۔ ان میں امام ذہبی، ابن ابی حاتم وغیرہ کے نام سر فہرست ہیں۔

مؤرخانہ منہج سیرت: متاخرین نے اپنی تحریروں میں مؤرخانہ منہج سیرت نگاری کو بھی متقدمین کی طرح اپنایا۔ مگر یہاں بھی انہوں نے متقدمین کی نسبت کتب زیادہ تفصیل سے لکھی ہیں۔ زیادہ تر کتب اسی منہج پر لکھی ہوئی ہیں۔ جس کی مثال السیرۃ النبویہ لابن کثیر اور "الفصول فی السیرۃ" لابن کثیر ہیں۔

شارحانہ منہج سیرت: متاخرین نے بعض کتب سیرت کی شروحات لکھی ہیں جن میں انہوں نے مشکل الفاظ کی وضاحت کی ہے اور کئی مقامات جن کا ذکر متقدمین نے اپنی کتابوں میں کیا ہے ان کی وضاحت کی ہے۔ اس کی بہترین مثال الروض الانف ہے، جسے علامہ سہیلی نے سیرت ابن ہشام کی شرح کے طور پر تصنیف کیا ہے۔ اس کتاب کا اردو ترجمہ شرح سیرت ابن ہشام کے نام سے ہو چکا ہے۔ علامہ شبلی کے بقول تمام مصنفین مابعد سیرت نبوی ﷺ کی تحقیقات اور معلومات کے متعلق ان کے خوشہ چین ہیں۔"[21] اس طرح ابوذر خشنی کی "الاملاء علی سیرت ابن ہشام / کتاب الاملاء فی شرح غریب السیر" علامہ بدر الدین عینی کی "کشف اللثام "یحیی بن حمزہ کی "الانوار المضیئۃ فی شرح الاخبار النبویہ"، قاضی عبد الولید کی "تنبیہات الوقشی" اور یوسف عبد الہادی کی کتاب "امیرۃ فی حل مشکل السیرۃ" قابل ذکر ہیں۔

مناظرانہ منہج سیرت: اس سے مراد وہ اسلوب اور منہج ہے جو مسلمان مسالک یا مکاتب فکر کے مابین مناظروں کی وجہ سے وجود میں آیا۔ ہر فریق نے اپنے موقف کی تائید میں سیرت کے واقعات سے استدلال فرمایا۔ اور یوں وہ واقعات اور روایات سیرت جن کو مناظروں میں زیر بحث لایا جاتا تھا لوگوں تک پہنچ گئیں۔ خصوصاً برصغیر میں انگریزوں کے آنے کے بعد یہاں کے مکاتب فکر میں یہ بات پروان چڑھی، جس میں انگریزوں کی کاوشیں بھی مسلمانوں کے درمیان تفرقہ بازی میں کام آئیں۔ جب مناظرانہ بحثیں ہوتی ہیں تو سیرت کے مختلف واقعات سے استدلال کیا جاتا ہے جس کی وجہ سے سیرت کے کئی پہلو عوام الناس کے سامنے آتے ہیں۔

فقیہانہ منہج سیرت: فقہ کی بعض کتابیں تو متقدمین نے لکھی ہیں اور بعض کتابیں متاخرین نے تصنیف کی ہیں۔ متقدمین کی طرح متاخرین نے بھی اپنی اپنی تصانیف میں کتب سیرت سے استفادہ کیا اور واقعات اور روایات سیرت سے استنباط کیا۔ جس کی وجہ سے سیرت النبی کے کئی پہلو فقہ اور اصول فقہ کی کتب میں محفوظ ہو گئے ہیں۔

تنقیدانہ منہج سیرت: متاخرین کا ایک منہج سیرت ناقدانہ بھی ہے۔ جس کا مطلب یہ کہ بعض کتب میں افواہی روایات کی بھرمار ہوتی ہے جس کی مثال الواقدی کی کتاب المغازی ہے۔ جس پر اکثر علماء نے تنقید کی ہے کہ واقدی کی روایت ٹھیک نہیں ہیں۔ جیسا کہ مولانا شبلی نے اپنی سیرت النبی میں جہاں مستشرقین کی کتب کا تعاقب کیا ہے وہاں واقدی کے تعاقب میں کڑی تنقید کی ہے اس لئے سیرت النبی شبلی کا ناقدانہ سیرت کا نام دیا جا سکتا ہے۔

مصنفانہ منہج سیرت: متاخرین نے متقدمین کی تالیفات میں سے روایات لیں، ان کے معانی اور مفاہیم کو بیان کیا۔ نیز ان کی تشریح و توضیح کے ذریعے اپنی آراء کو شامل کیا، جس کی وجہ سے ان کتب کو تصنیفات کا نام دیا گیا۔ اور ان میں جو منہج استعمال کیا گیا اس کو مصنفانہ منہج سیرت نگاری کا نام دیا جا سکتا ہے جس کی مثال مستشرقین کی کتب ہیں، اسلامی سکالرز میں سے پیر کرم شاہ الازہری کی کتاب، ضیاء النبی، مولانا ادریس کاندھلوی کی کتاب سیرت مصطفیٰ، سر سید احمد خان کی کتاب خطبات احمدیہ وغیرہ اسی قسم کی کتب میں شامل ہیں۔

تلخیصانہ منہج سیرت نگاری: بعض علماء نے پہلی کتابوں کی تلخیص کی۔ اس حوالہ سے سیرت ابن ہشام کا خصوصی اعتناء کیا گیا۔ سیرت ابن ہشام کے عربی میں کئی خلاصے لکھے گئے۔ ان میں سے برہان الدین بن ابراھیم بن محمد کی کتاب " الذخیرہ فی مختصر السیرہ "عماد الدین ابو عباس الواسطی کی کتاب "مختصر سیرت ابن ہشام "یحیی بن حمزہ بن علی کی کتاب "خلاصہ سیرۃ "عبد السلام کی کتاب "تہذیب ابن ہشام "ابن حضہ حموی تقی الدین ابو بکر بن علی بن عبد اللہ قادری حنفی کی کتاب "بلوغ المرام من سیرۃ ابن ہشام والروض الانف والاعلام" اور محمد بن عبد العزیز اسماعیل شیرازی کی کتاب "تقریب السیرۃ" قابل ذکر ہیں۔ راقم نے بھی سیرت ابن ہشام کا خلاصہ اردو میں لکھا ہے جس کی طباعت باقی ہے۔

مترجمانہ منہج سیرت: بعض اہل علم نے سیرت پر لکھی جانی والی کتب اور ان کی شروح کا ترجمہ دوسری زبانوں میں کیا۔ جس کی وجہ سے سیرت کا مواد دنیا کی مختلف زبانوں میں منتقل ہو گیا۔ مثلاً سیرت ابن ہشام کا اردو میں ترجمہ مولانا قطب الدین احمد حیدر آبادی، جرمن میں پروفیسر وائل اور انگریزی میں پروفیسر الفریڈ گیوم نے کیا۔ اس طرح شرح سیرت ابن ہشام کے نام سے علامہ سہیلی کی کتاب الروض الانف کا اردو ترجمہ مکتبہ ضیاء المصنفین بھیرہ شریف والوں نے چار جلدوں میں کیا۔

شاعرانہ منہج سیرت: شاعرانہ منہج سیرت نگاری میں متاخرین پیش پیش رہے ہیں۔ انہوں نے آپ ﷺ کی سیرت کو منظوم صورت میں مرتب فرمایا۔ علامہ شبلی نعمانی منظوم سیرت کے حوالے سے لکھتے ہیں۔ "سیرت ابن اسحاق کی مقبولیت کی بنا پر لوگوں نے اس کو نظم کیا۔ چنانچہ ابو نصر فتح بن موسیٰ خضراوی المتوفیٰ 663ھ، عبد العزیز بن احمد سعد دیری، المتوفی فی حدود 607ہجری وابو اسحاق انصاری تلمسانی و فتح الدین محمد بن ابراھیم معروف بہ ابن الشہید المتوفیٰ 793ھ نے منظوم کیا، اخیر کتاب میں قریباً دس ہزار اشعار ہیں اور اس کا نام فتح الغریب فی سیرت حبیب ہے۔"[22] حافظ زین الدین عراقی نے جو حافظ ابن حجر کے استاد تھے نظم میں (بعنوان سیرت منظوم) لکھی ہے لیکن دیباچہ میں خود لکھ دیا ہے کہ اس میں رطب ویابس سب کچھ ہے۔"[23] اس سے

---

[21] شبلی نعمانی، علامہ وسید سلیمان ندوی۔ سیرۃ النبی ﷺ، (تصحیح شدہ ایڈیشن) ادارہ اسلامیات انارکلی، لاہور، جمادی الثانی 1423ھ–ستمبر 2002ء، ج:1، ص:52۔

[22] علامہ شبلی، سیرت النبی ج:1، ص:46۔

اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ منظوم شاعری میں یقیناً کمی بیشی ہوئی ہے۔ کیونکہ اکثر شعراء مبالغہ آرائی سے کام لیتے ہیں۔ خصوصاً برصغیر پاک وہند میں جو مولود نامے لکھے گئے ہیں اور آج کل کی نعتیہ شاعری میں مبالغہ آرائی کافی حدتک پائی جاتی ہے۔ نعت کہنا تو بہت اچھا ہے۔ مگر نعت گوئی میں غلو سے کام نہیں لینا چاہیے جیسا کہ حدیث بخاری گزر چکی ہے کہ آپ ﷺ نے مدینہ کی بچیوں کو نعت میں خلاف شرع بات کہنے سے فوراً روک دیا تھا۔

مستشرقانہ مناہج (Methodologies) سیرت نگاری: مستشرقین اور ان کا کام آج کل علمی حلقوں میں کسی تعارف کے محتاج نہیں رہے ہیں۔ مستشرقین اسلام کی ہر بات کو الٹے آئینے میں دکھانے کی ہمیشہ سے کوشش کرتے رہے ہیں۔ انہوں نے اسلام، پیغمبر اسلام، قرآن، حدیث، فقہ اسلامی اور دین اسلام کی ہر بات میں کج روی نکالنے کی ہمیشہ سے کوشش کی ہے۔ انہوں نے دین اسلام اور پیغمبر اسلام کو اپنے من مانے اصولوں پر پرکھنے کی کوشش کی ہے۔ ان کے اصول اپنے ہیں۔ گولڈ زیہر سے لیکر آج تک جتنے بھی مستشرقین اور ان کے ہم نوا آئے ہیں ان کی باتیں اور اصول ایک دوسرے سے ملتے جلتے ہیں۔ ان کے اعتراضات کا رنگ ڈھنگ ایک جیسا ہے۔ ان کے مناہج کو درج ذیل نام دئے جاسکتے ہیں۔(1) ناقدانہ منہج سیرت (2) متعصبانہ منہج سیرت (3) اعتراضانہ منہج سیرت (4) معاندانہ منہج سیرت۔ **(1) ناقدانہ منہج سیرت:** مستشرقین کے خیالات کی عکاسی کرنے والا ایک مصنف احمد امین جس نے "فجر الاسلام" تصنیف کی ہے۔ جس میں اس نے روایت کے قبول اور عدم قبول کے قوانین بیان کئے ہیں ان کو بحوالہ آرٹیکل "مستشرقین اور مغرب ذدہ علماء کے اعتراضات ایک اجمالی تنقیدی جائزہ" سے لکھا جاتا ہے۔ "اصل بات یہ کہ نقد جرح میں یہ فرط احتیاط اور شدت حزم مؤلف فجر الاسلام کو پسند نہیں آئی کیونکہ ان کے مستشرقین اساتذہ کو بھی یہ چیز ناپسند تھی۔۔۔۔۔ موصوف کے خیال میں محدثین کو نقد حدیث میں درج ذیل امور کی تحقیق کرنا چاہیے تھی۔(1) کیا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب اقوال ان حالات وظروف سے مطابقت رکھتے ہیں جن میں وہ کہے گئے ؟(2) کیا تاریخی واقعات ان کی تائید کرتے ہیں ؟(3) کیا وہ حدیث رسولؐ اللہ کے مزاج و طبیعت کے خلاف ایک قسم کی فلسفیانہ تعبیر ہے؟ (4) کیا حدیث اپنے شرائط و قیود کے باعث متون فقہ سے زیادہ مشابہ ہے؟"[24] مستشرقین کے اس معنوی بیٹے نے اپنی من مانی سے کس طرح اصول حدیث پر اعتراضات کئے ہیں ؟ مستشرقین اور ان کی معنوی اولاد کا ہمیشہ یہی وطیرہ رہا ہے۔ **(2) متعصبانہ منہج سیرت:** مستشرقین عام طور پر اسلام مخالفت پر تلے ہوتے ہیں۔ اس لئے ان کی ہمیشہ سے یہ کوشش رہی ہے۔ کہ کس طرح اسلام میں کجی نکالی جائے۔ چونکہ سیرت نگاری میں ان کے مقاصد مسلمانوں سے مختلف ہوتے ہیں۔ اس لئے ان کے اصول، ضوابط بھی مختلف ہوتے ہیں۔ ان کے لئے وہ جو مناہج واسالیب اختیار کرتے ہیں۔ وہ بھی اپنے مقاصد کو مد نظر رکھ کر ہی استعمال کرتے ہیں۔ روایات کے وجود میں آنے کے اسباب بھی ان کے ہاں مختلف نوعیت کے ہیں۔ حدیث کے وجود میں آنے اور اس کی تعریف کا منہج بھی ان کا مختلف ہے جس کی مثال ولیم میور کی کتاب "دی لائف آف محمد" ہے۔ جس میں اس نے اسلام اور پیغمبر اسلام کے معاملہ میں تعصب سے کام لیا ہے۔ **(3) اعتراضانہ منہج سیرت:** اعتراض کرنا مستشرقین کا وطیرہ رہا ہے۔ جیسا کہ ولیم میور لکھتا ہے کہ کسی روایت کے معتبر ہونے کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنے ہم عصر ریکارڈ سے جڑی ہوئی ہو اور جو روایت اپنے ہم عصر سے منسلک نہیں وہ معتبر بھی نہیں ہوسکتی اس کی اصل عبارت بمع اخذ کردہ مفہوم سرسید احمد خان لکھی جاتی ہے۔

"It follows that, in traditions affected by either of the foregoing rules, circumstantiality will be a strong token of fabrication. And we shall do well to adopt the analogous canon of Christian criticism, that any tradition whose origin is not strictly contemporary with the facts related is worthless ground of exactly in proportion to the partictilarity of detail. This will relieve us of a vast number of extravagant stories, in which the minutiae of close narrative and sustained colloquy in early passages of the Prophet's life are preserved with the pseudo-freshness of yesterday.[25] "

سرولیم میور آگے چل کر بیان کرتے ہیں کہ "ضرور یہ نتیجہ پیدا ہوتا ہے کہ جملہ صورتوں میں جن پر کوئی قاعدہ منجملہ قواعد متذکرہ صدر کے موثر ہوتا ہو صراحت ایک بڑی علامت بناوٹ کی ہوگی اور عیسائیوں کے لیے فن تحقیق اور تدقیق کے اسی قسم کے قانون کا اختیار کرنا بہتر ہوگا کہ ہر روایت جس کی ابتداء واقعات مرویہ کے درحقیقت ہم عصر نہیں ہے حسب اندازہ صراحت بیان کے بے ہودہ ہے اس سے ہمارا (یعنی عیسائیوں کا) بے ہودہ قصوں کی ایک تعداد کثیر سے پیچھا چھوٹ جائے گا جن میں کہ گندھے ہوئے بیان اور منجھے ہوئے کلام کی جزوی علامات نقلی کل کی تازگی کے ساتھ موجود ہیں۔[26] **(4) معاندانہ منہج سیرت:** مستشرقین کے منہج سیرت سے ان کی اسلام دشمنی مترشح ہوتی ہے۔ اس لئے ان کے منہج میں ہمیشہ معاندانہ پن پایا جاتا ہے۔

یورپی مؤرخین اور اسلامی مؤرخین کے مناہج سیرت نگاری میں فرق کی علت: بقول شبلی نعمانی: "ارباب سیر اکثر واقعات کے اسباب وعلل سے بحث نہیں کرتے، نہ انکی تلاش وتحقیق کی طرف متوجہ ہوتے ہیں، اگرچہ اس میں شبہ نہیں اس باب میں یورپ کا طریقہ نہایت غیر معقول ہے، یورپین مؤرخ ہر واقعہ کی علت تلاش کرتا ہے۔ اور نہایت دور دراز قیاسات اور احتمالات سے سلسلہ معلومات پیدا کرتا ہے، اس میں بہت کچھ اس کی خود غرضی اور خاص مطمح نظر کو دخل ہے۔ وہ اپنے مقاصد کو ایک محور بنالیتا ہے، تمام واقعات اسی کے گرد گردش کرتے ہیں، بخلاف اس کے اسلامی

---

[23] ایضاً شبلی، ص:53۔

[24] مصنف نام معلوم نہیں، مستشرقین اور مغرب ذدہ علماء کے اعتراضات ایک اجمالی تنقیدی جائزہ، (عربی مقالہ، فروری 1983ء میں پڑھا جانے والا)، مترجم ڈاکٹر تقی الدین ندوی مظاہری، کتب خانہ مظفرپور، جامعہ اسلامیہ ضلع اعظم گڑھ، یوپی۔ ص:11۔

[25] ولیم میور، دی لائف آف محمد، جون گرانٹ 31 جارج bridge ivاڈمبرا، 1923، ص: li۔

[26] سرسید احمد خان، خطبات سیرت النبی المعروف بہ خطبات احمدیہ، خطبات احمدیہ، دوست اسوسی ایٹس الکریم مارکیٹ، دسمبر 1996۔ ص:222۔

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

مؤرخ نہایت سچائی، انصاف اور خالص بے طرف داری سے واقعات کو ڈھونڈ تا ہے، اس کو اس سے کچھ غرض نہیں ہوتی کہ واقعات کا اثر اس کے مذہب پر معتقدات پر اور تاریخ پر کیا پڑے گا اس کا قبلہ مقصد صرف واقعیت ہوتی ہے، وہ اس پر اپنے معتقدات اور قومیت کو بھی قربان کر دیتا ہے۔[27]

اس طرح ڈاکٹر محمود غازی نے بیسویں صدی کے 15 مناہج (اسالیب) سیرت نگاری کا تذکرہ کیا ہے۔ جن میں روایتی، تجزیاتی، موضوعاتی، کلامی اور مناظرانہ اسلوب، اس طرح سیرت نگاری کا عسکری پہلو، انتظامی پہلو، جدید تاریخی پہلو، سیرت نگاری میں تجدیدی اور احیائی رجحانات، سیرت نگاری اور مغربی اسلوب استدلال، سیرت نبوی قرآن پاک کی روشنی میں، سیرت کانفرنسیں اور مسند ہائے سیرت اور مجلہ ہائے سیرت مراکز مطالعہ سیرت وغیرہ۔[28] ان کے علاوہ سیرت نگاری کا ایک تقابلی پہلو بھی ہے جس میں مختلف کتب سیرت اور ان کے مناہج سیرت کا تقابل کیا جاتا ہے۔ اس طرح سید عزیز الرحمٰن نے اپنی کتاب "پاکستان میں اردو سیرت نگاری ایک تعارفی مطالعہ" میں درج ذیل اسالیب (مناہج) کا ذکر کیا ہے۔"(1) تالیفی / سوانحی / روایتی / بیانیہ اسلوب (2) محدثانہ اسلوب (3) فقہی اسلوب (4) کلامی / مناظرانہ اسلوب (5) جدلی اسلوب (6) درایتی اسلوب (7) تحقیقی و تجزیاتی اسلوب / مغربی اسلوب / تقابلی مطالعاتی اسلوب (8) ادبی اسلوب (9) صوفیانہ اسلوب / سیرت طیبہ کا روحانی اسلوب (10) فلسفیانہ اسلوب (11) دعوتی اسلوب (12) خطابتی اسلوب اور سیرت طیبہ کا اطلاقی اسلوب۔"[29]

متقدمین اور متاخرین کے مناہج سیرت نگاری میں فرق

(1) فرق باعتبار محدثانہ منہج: متقدمین اور متاخرین دونوں طبقات میں محدثانہ منہج سیرت پایا جاتا ہے۔ ان میں فرق درج ذیل امور میں کیا جاسکتا ہے۔(1) متقدمین نے سیرت کی روایات کے لئے اصول روایت اور اصول درایت وضع کئے۔ جبکہ متاخرین نے ان اصولوں کی پیروی کی۔(2) مقدمین نے اپنے وضع کردہ اصولوں کی روشنی میں روایات سیرت کو یکجا کیا، جبکہ متاخرین نے ان اصولوں کی روشنی میں روایت سیرت کی کانٹ چھانٹ کی۔(3) متقدمین کی کتب سیرت مصادر کا درجہ رکھتی ہیں۔ جبکہ متاخرین کی کتب مراجع کا مقام رکھتی ہیں۔(4) مقدمین نے روایت سیرت کی قبولیت اور عدم قبولیت کے اصول بنائے جبکہ متاخرین نے ان اصولوں کی پیروی کی۔**(2) فرق باعتبار مؤرخانہ منہج:** مقدمین اس منہج کے اعتبار سے مختلف راویوں کی روایات کو یکجا کر کے بیان کرتے ہیں۔ جبکہ متاخرین اس انداز کے ساتھ ساتھ پہلی کتب سیرت کا حوالہ بھی دیتے ہیں، دونوں کا مقصود واقعات سیرت میں ربط اور ترتیب کا پیدا کرنا ہے۔ **(3) فرق باعتبار مؤلفانہ منہج:** مقدمین نے روایت سیرت کو یکجا کر کے کتب سیرت تالیف کیں جبکہ متاخرین نے ان مؤلفات پر نظر ثانی کر کے اپنی آراء شامل کیں اور ان کو تصنیفات کا رنگ دیا۔**(4) فرق باعتبار فقیہانہ منہج:** متقدمین علماء کرام نے واقعات سیرت اور روایات سیرت سے مسائل و احکام مستنبط کئے۔ اس لئے فقہ کی کتب میں جا بجا روایت سیرت سے استدلال کیا گیا ہے جبکہ متاخرین نے ان فقہاء کے اصولوں پر کار بند رہ کر انہی کے دلائل پر بحث کر کے ان میں نئی فقہی جہتیں نکالی ہیں۔ **(5) فرق باعتبار متکلمانہ منہج:** جب عجمی علوم، فلسفہ یونان اور منطق ترجمہ ہو کر عربی علوم میں شامل ہوئے۔ جس کی وجہ سے اسلام کے کئی پہلوؤں پر عقلی اعتراضات اٹھائے گئے، خصوصاً معجزات پر۔ متقدمین میں سے متکلمین نے ان کے کافی و شافی جوابات دئے۔ یہ علم کلام متقدمین کے دور سے شروع ہو کر متاخرین کے ابتدائی دور تک رہا۔ پھر فلسفہ ٹھنڈا پڑ گیا۔ ہندوستان میں استعماری قوتوں کے عروج کے بعد جدید سائنسی فلسفہ نے جنم لیا۔ اس کا جواب متاخرین متکلمین نے جدید انداز میں دیا۔ **(6) فرق باعتبار شارحانہ منہج:** متقدمین کے دور میں شارحانہ منہج نہ ہونے کے برابر تھا۔ متاخرین کے دور میں شارحانہ منہج سیرت کو رواج ملا۔ متقدمین کی لکھی ہوئی کتب سیرت پر حواشی اور ہوامش لکھے گئے۔ یعنی ان کی شروحات کی گئیں۔ جس کی مثالیں علامہ سہیلی کی "الروض الانف" اور ابو الولید ہشام بن احمد وقشی کی "تنبیہات ابن الوقشی" وغیرہ ہیں۔**(7) فرق باعتبار مناظرانہ منہج:** مقدمین کے دور میں علم کلام وجود میں آیا اور پھر ترقی کر کے مناظرانہ رنگ اختیار کیا، گویا کہ مناظرانہ منہج سیرت نگاری کی ابتداء متقدمین کے دور سے ہوئی اور اس کا عروج متاخرین کے دور میں نظر آتا ہے۔ خصوصاً ہندوستان میں انگریزوں کی آمد کے بعد مسلم فرقوں اور ہندوستانی اقوام کو آپس میں لڑانے کے لئے فن مناظرہ کو پروان چڑھایا گیا۔ ہر مسلم فرقہ اپنے اپنے عقائد اور نظریات کی خاطر روایات سیرت سے استفادہ کرتا رہا اور ان کو بطور دلیل پیش کرتا تھا۔ **(8) فرق باعتبار شاعرانہ منہج:** متقدمین کے دور میں شاعرانہ سیرت کا مواد وہ تھا، جس میں صحابہ کے اشعار شامل تھے۔ اس طرح مدینہ میں آپ ﷺ کی آمد پر جو نعتیہ اشعار مدینہ کی بچیوں نے کہے تھے اور اس میں سے کچھ اشعار کو آپ ﷺ نے حذف کرنے کا حکم دیا تھا۔ یہ اشعار اور اس قسم کے اشعار متقدمین کی کتب سیرت کی زینت ہیں جبکہ متاخرین کی کتب سیرت میں ہر قسم کا مواد رطب و یابس شامل کیا گیا۔ خصوصاً اردو اور فارسی کے مولود ناموں میں اور عصر حاضر کی نعتیہ شاعری میں اس قسم کا مواد زیادہ ہے۔ **(9) فرق باعتبار تنقیدانہ منہج:** متقدمین سیرت نگاروں میں تنقیدانہ مواد نہ ہونے کے برابر ہے، جبکہ متاخرین میں یہ مواد بہت زیادہ ہے۔ **(10) فرق باعتبار مستشرقانہ منہج:** متقدمین کے دور میں تحریک استشراق کا وجود نہیں تھا۔ متاخرین کے دور میں جب تحریک استشراق نے زور پکڑا، کچھ نے ان سے متاثر ہو کر کتب لکھیں اور کچھ نے ان کی تردید میں کتب سیرت تصنیف کیں۔ جن میں سے سر سید احمد خان کی خطبات احمدیہ اور علامہ شبلی نعمانی کی سیرت النبی ﷺ سر فہرست ہیں۔**(11) فرق باعتبار تلخیصانہ منہج:** متقدمین میں تلخیصانہ منہج سیرت کا رواج نہیں تھا۔ کیونکہ متقدمین نے روایات سیرت یکجا کر کے کتب تصنیف / تالیف کیں۔ جبکہ متاخرین نے متقدمین کی لکھی ہوئی کتب

---

[27] علامہ شبلی، سیرت النبی، ج:1، ص:64،65۔

[28] غازی، محاضرات، ص:651،652۔۔

[29] عزیز الرحمٰن، سید، پاکستان میں اردو سیرت نگاری ایک تعارفی مطالعہ، دار العلم والتحقیق، کراچی، اگست، 2012، ص:16،

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

کی تلخیص کی۔ جن کی وجہ سے متاخرین کے دور میں اس منہج کو پروان چڑھنے کا موقع ملا۔ **(12)فرق باعتبار مترجمانہ منہج :**متقدمین کی کتب سیرت عربی میں لکھی ہوئی تھیں، جن کو دوسری زبانوں میں ترجمہ کرنے کی ضرورت متاخرین نے محسوس کی۔ اسی بناء پر سیرت کی کتب کو کئی زبانوں میں ترجمہ کیا گیا۔

خلاصۃ البحث:

اس تمام مضمون کے نقاط کو اگر اختصار سے لکھا جائے تو درج ذیل خلاصہ بنے گا۔

(1) رسول اللہ ﷺ کی سیرت تمام عالم کے انسانوں کے لئے مشعل راہ ہے۔

(2) آپ ﷺ کے دور سے عصر حاضر تک مختلف سیرت نگار اپنے اپنے مناہج کے مطابق آپ ﷺ کی سیرت کا اعتناء فرماتے رہے ہیں۔

(3) لغوی اعتبار سے مناہج منہج کی جمع ہے جس کا معنی صاف اور واضح راستہ کے ہیں اور اہل علم کی رائے میں منہج ایسے قواعد کو کہتے ہیں جو علمی مطالعہ کی کسی محنت کو مستحکم کریں۔

(4) متقدمین کا اطلاق پہلے تین یا پانچ صدیوں پر ہوتا ہے جبکہ متاخرین کا دور متقدمین کے آخری طبقہ سے شروع ہو کر عصر حاضر تک چلا آتا ہے۔

(5) متقدمین اور متاخرین نے اپنے اپنے دور کی ضروریات کے مطابق مناہج اختیار فرمائے، نیز ان مناہج کو اختیار کرنے میں ان کے رجحانات اور عصری تقاضوں کو بڑا دخل تھا۔

(6) متقدمین کے رجحانات اور عصری تقاضوں کی وجہ سے کئی مناہج وجود میں آئے جن میں سے محدثانہ منہج، مؤرخانہ منہج، مؤلفانہ منہج، فقیہانہ منہج، متکلمانہ منہج، شاعرانہ منہج اور مناظرانہ منہج قابل ذکر ہیں۔

(7) متاخرین کے دور تک کئی تبدیلیاں رونما ہوئیں، اس لئے ان کے مناہج میں مذکورہ مناہج کے علاوہ شارحانہ منہج، تنقیدانہ منہج، تلخیصانہ منہج، مترجمانہ منہج اور مستشرقانہ منہج وجود میں آئے۔

(8) مستشرقانہ منہج میں ناقدانہ منہج، متعصبانہ منہج، اعتراضانہ منہج اور معاندانہ منہج قابل ذکر ہیں۔

(9) یورپی سیرت نگاروں اور اسلامی سیرت نگاروں کی تصنیفات میں فرق انہی مناہج کی بنا ہوتا ہے۔

(10) علم حدیث اور علم سیرت نگاری میں موضوع کے اعتبار سے اشتراک جبکہ تفسیر اور تعبیر کے اعتبار سے افتراق پایا جاتا ہے۔ کیونکہ محدثین نبی ﷺ کے اقوال، افعال اور تقاریر کو اصلا اور آپ ﷺ کی ذات کو ضمناً زیر بحث لاتے ہیں جبکہ سیرت نگاروں کا منہج اس کے برعکس ہوتا ہے۔